ختم نبوت

کورس

موضوع

عقیدہ ختم نبوت

سبق نمبر 6

عنوان

اجرائے نبوت پر پیش کی جانے والی مرزائی دلیل اور اس کا رد

انوارِ ختمِ نبوّت ٹرسٹ پاکستان

انٹرنیشنل ختم نبوۃ موومنٹ پاکستان

سبق نمبر 6 کا خلاصہ:

اس سبق میں ہم پڑھیں گے

(1) کہ مرزائیوں کی طرف اجرائے نبوت پر پیش کی جانے والی آیت اور اس کے جوابات

(2) اور مرزا قادیانی کا نبوت کے کسبی ہونے کے بارے میں عقیدہ کا رد

آیت نمبر 3:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء:69)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں!''

طرز استدلال:

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے جس طرح آپ کی اطاعت سے امت میں صالح شہید اور صدیق ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی ہوتے ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے لہٰذا ہمارے دعویٰ کے لیے یہ صریح دلیل ہے کیونکہ بالاتفاق حضور ﷺ کی اطاعت سے تین درجے ہوتے ہیں۔ اس لیے آیت کا یوں معنی کرنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور انہیں ان کی رفاقت حاصل ہوگی بلکہ جب تین درجہ اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں تو چوتھا درجہ بھی اطاعت سے حاصل ہوگا وہ نبوت کا درجہ ہے اور یہاں پر مع کا معنی وہی ہے جو ''تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ'' میں ہے۔

جواب نمبر 1:

کسی ایک مجدد یا مفسر سے اپنے معنی کی توثیق پیش کریں۔

جواب نمبر 2:

دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ ''النَّبِيّٖنَ'' کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام کو شامل ہے اگر

اطاعت سے نبوت حاصل ہو رہی ہے تو تشریعی غیر تشریعی وہ ہر قسم کی ہوگی اور یہ تمہارے اپنے عقیدے اور دعویٰ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 3:

آیت کے شان نزول سے آیت کا مطلب بخوبی واضح ہو رہا ہے۔ شان نزول یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جنت میں آپ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم خدا جانے کہاں ہوں گے کیا ہماری آپ سے ملاقات ہو سکے گی اور ہم اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار سے ٹھنڈا کر سکیں گے دنیا میں تو جب تھوڑی دیر بھی ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو آپ کی جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر نہیں ہے بلکہ محض رفاقت کا ذکر ہے۔

(دیکھیے تفسیر البحر المحیط: جلد 3، صفحہ 408، تحت آیت مذکور، طبع مکتبۂ معروفیہ کوئٹہ۔
التفسیر المظہری: جلد دوم، صفحہ 161 تحت آیت مذکور طبع دہلی)

جواب نمبر 4:

اسی آیت کی تفسیر میں مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد، امام حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابنِ کثیر (المتوفیٰ 774ء) ایک حدیث لائے ہیں جسے امام ترمذی (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، المتوفی 279) نے روایت کیا ہے جو بعینہٖ اس آیت کی طرح ہے فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ۔

(تفسیر ابن کثیر: جلد 1، صفحہ 523، مطبوعہ بیروت، تحت آیت سورۃ النساء: 69۔
جامع ترمذی: صفحہ 145، حدیث نمبر 1209)

تو کیا یہاں پر یہ مطلب ہوگا کہ سچا تاجر بھی نبی اور صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ سچے تاجروں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی؟؟؟

مرزائی اعتراض:

اگر آیت میں درجات کا ذکر نہیں اور محض رفاقت کا ذکر ہے تو آپ نے تین درجے

صدیق، شہید اور صالح نکال لیے کیونکہ بقول آپ کے اس آیت کا معنی یوں ہوگا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا وہ خود نبی نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ صدیقوں کے ساتھ ہوگا خود صدیق نہیں بنے گا حالانکہ اس طرح تمہارے نزدیک بھی نہیں۔

جواب نمبر1:

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی یا صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں بلکہ یہاں مقصود صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔

جواب نمبر2:

ہم جو یہ سمجھتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے نبی نہیں ہوگا یہ مقدمہ اس آیت سے نہیں بلکہ دوسری آیتوں کی بناء پر ہے جیسے خاتم النبیین والی آیت کیونکہ خاتم الصدیقین اور خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین کی کوئی آیت نہیں ہے اگر اس طرح خاتم النبیین کی آیت بھی نہ ہوتی تو ہم نبوت بھی مان لیتے لیکن نبوت کا درجہ ماننے سے یہ آیت اور اس جیسی اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ مانع ہیں۔

جواب نمبر3:

اطاعت سے تین درجے جو ہم مانتے ہیں وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیتوں سے مانتے ہیں جن میں درجات کا ذکر ہے اور جن آیات میں درجات بیان کئے گئے ہیں وہاں نبوت کا درجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔

(الحدید 19)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔

دیکھئے یہاں درجوں کا ذکر ہو رہا ہے رفاقت اور معیت کا ذکر نہیں ہے تو یہاں ”اُولٰٓئِكَ هُمُ النَّبِیُّوْنَ“ نہیں فرمایا بلکہ ”صِدِّیْقُوْنَ“ اور ”شُهَدَاءُ“ فرمایا ہے۔

جواب نمبر 4:

اگر بقول آپ کے اطاعت سے یہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ درجات کیسے ہیں کیا حقیقی یا ظلی یا بروزی۔ اگر اطاعت سے نبی ظلی اور بروزی بنتے ہیں تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی اور بروزی ہونے چاہئیں اور اگر وہ تین درجے حقیقی ہیں تو نبی بھی حقیقی ہونا چاہیے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب اطاعت کرنے سے یہ چار درجے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے تین تو حقیقی ہوں اور ایک ظلی / بروزی ہو، یا چاروں حقیقی مانو یا چاروں ظلی / بروزی اور اگر کہو کہ ظلی / بروزی صدیق، شہید نہیں ہوتے۔ اول تو یہ مسلم نہیں اگر مان بھی لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ ظلی بروزی نبی بھی کوئی نہیں یہ بھی تمہاری جدید اصطلاح ہے اور اگر کہو کہ ظلی شہید ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کیا ظلی اور حقیقی شہید کا حکم ایک ہے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ حکم ایک نہیں کیونکہ مطعون اور غریق وغیرہ شہداء کو غسل دیا جاتا ہے حالانکہ حقیقی شہید کو غسل نہیں دیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ حکم ایک نہیں اور تمہارے نزدیک ظلی نبی کے احکام وہی ہیں جو حقیقی نبی کے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک ظلی نبی کا منکر کافر ہے۔

(دیکھئے حقیقت الوحی: صفحہ 163۔ روحانی خزائن: جلد 22، صفحہ 167)

مرزائی اعتراض:

یہاں ''مَعَ'' بہ معنیٰ ''مِنْ'' ہے۔

جواب نمبر 1:

اوّل تو ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ ''مع'' بمعنی ''مِن'' کے ہوتا ہے کیونکہ کلام عرب میں ''مَعَ / مِنْ'' کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا اگر یہ ''مِن'' کے معنی میں ہوتا تو ''مَعَ'' پر ''مِن'' داخل نہ ہوسکتا حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے دیکھو لغت کی مشہور کتاب ''المصباح المنیر'' میں ہے: وَدُخُوْلِ مِنْ عَلَيْهِ نَحْو جِئتُ (مِنْ مَعه)۔'' (المصباح المنیر: صفحہ 576 بحث لفظ مع طبع ثانی دار المعارف) یعنی عرب ''جِئتُ مِنْ مَّعَ الْقَوْمِ'' بولتے ہیں پس ''مَعَ'' پر ''مِنْ'' کا داخل ہونا اس بات کی علامت ہے کہ ''مع'' کبھی ''مِن'' کے معنی میں نہیں آتا۔ باقی رہی وہ آیات جو قادیانیوں نے مغالطہ دیتے ہوئے پیش کی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں

بھی ''مَعَ / مِنْ'' کے معنوں میں نہیں ہے۔ دیکھئے ''وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار'' کی تفسیر میں مشہور مفسر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (543ھ۔606ھ) کیا معنی کرتے ہیں جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی کے مجدد بھی ہیں:

اِنَّ وَفَاتَهُمْ مَعَهُمْ هِيَ اَنْ يَّمُوْتُوْا عَلٰى مِثْلِ اَعْمَالِهِمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِيْ دَرَجَاتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَدْ يَقُوْلُ الرَّجُلُ اَنَا مَعَ الشَّافِعِيِّ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَيُرِدُ بِهٖ كَوْنَهٗ مَسَاوِيًا لَّهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْاِعْتِقَاد''

(تفسیر کبیر: جلد 3، صفحہ 127 تحت آیت 193 سورہ آلِ عمران، طبع مصر 1308ء)

ترجمہ: ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تاکہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں جسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعیؒ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعیؒ برابر ہیں۔ (نہ یہ کہ وہ درجہ امام شافعیؒ تک پہنچ گیا)۔

جواب نمبر 2:

بفرضِ محال اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ ''مع / مِن'' کے معنی میں بھی کسی جگہ استعمال ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا کہ اس آیت میں بھی ''مَعَ / مِن'' کے معنی میں ہے یہاں پر کسی ایک مفسر نے بھی یہ معنی نہیں لیے۔

جواب نمبر 3:

جب کوئی لفظ دو معنوں میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ حقیقی معنی کون سا ہے اور مجازی معنی کون سا ہے؟ جب تک حقیقی معنی چسپاں نہ ہو رہا ہو تب تک مجازی معنی کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا ''مَعَ'' معیت اور رفاقت کے معنی میں حقیقی معنی ہے اور یہاں حقیقی معنی ہی چسپاں ہو رہا ہے بلکہ ''وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا'' کا جملہ صاف اور صریح دلالت کر رہا ہے کہ یہاں ''مَعَ'' معیت کے معنی میں ہے ورنہ یہ جملہ کلام الٰہی میں بالکل بے فائدہ اور زائد ہوگا کیونکہ جب اطاعت کرنے سے وہ لوگ خود نبی اور صدیق بن گئے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت کہ ان لوگوں کی رفاقت اچھی ہوگی۔

جواب نمبر4:

اگر ''مَعَ'' کا معنی ''مِنْ'' لیا جائے تو درج ذیل آیات کا کیا معنی ہوگا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ......الخ اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ......؟؟

جواب نمبر5:

مشہور مفسر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (543ھ-606ھ) جو مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تمہارے معنی کی واضح تردید کی ہے:

وَمَعْلُوْمٌ أَنَّهٗ لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ كَوْنِ هٰٓؤُلَآءِ مَعَهُمْ هُوَ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ فِيْ عَيْنِ تِلْكَ الدَّرَجَاتِ لِاَنَّ هٰذا مُمْتَنِعٌ۔

(تفسیر کبیر: جلد3، صفحہ 264 طبع مصر 1308ء تحت آیت مذکور)

ترجمہ: یہ بات معلوم ہو کہ یہاں ان کے ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان ہی کے درجہ میں ہوں گے کیونکہ یہ بات محال ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں۔ شاید انہیں بذریعہ کشف معلوم ہوگیا تھا کہ قادیانیوں نے اس آیت سے غلط استدلال کرنا ہے لہٰذا آٹھ سو سال قبل انہوں نے اس کی وضاحت کر کے قادیانیوں کے استدلال کی دھجیاں بکھیر دیں۔

جواب نمبر6:

مرزا نے خود اقرار کیا کہ اطاعت کرنے سے اور ''فنا فی الرسول'' ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ ''محدثیت'' کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔

حوالہ نمبر1:

آنحضرت ﷺ کے ملفوظاتِ مبارکہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اور اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں ''المحدث نبی'' جیسا کہ کہہ سکتے ہیں العنب خمر''۔

(آئینہ کمالات اسلام: صفحہ 238۔ روحانی خزائن: جلد5، صفحہ 237-238)

لٰہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ اطاعت کرنے سے مرزا کے نزدیک جو نبوت حاصل ہوتی ہے وہ محدثیت ہی ہے جس کا انکار کفر نہیں اور رہا اطاعت سے اس مقام کا حاصل ہونا......اس میں نزاع باقی ہے جس کا بارِ ثبوت قادیانی گروہ پر ہے۔

حوالہ نمبر 2:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''

(ایام الصلح: صفحہ 35۔روحانی خزائن: جلد 14، صفحہ 265)

حوالہ نمبر 3:

صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام: صفحہ 346۔روحانی خزائن: جلد 5، صفحہ 346)

نتیجہ:

مذکورہ بالا حوالوں سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اتباع اور اطاعت سے نبی نہیں ہوسکتے جبکہ بقول ان کے صدہا شخص ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود بھی ظلی طور پر حضور کا ہی وجود تھا۔تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کوئی اپنی علیحدہ جماعت یا امت بنائی یا اپنے منکرین کو کافر یا جہنمی کہا۔**فَعَلَيْكُمُ الْبَيَانُ بِالْبُرْهَانِ**۔(یعنی، دلیل کے ساتھ وضاحت تمہارے ذمہ ہے)۔

جواب نمبر 7:

امت میں سے سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے،شہید اور صالح اس سے نیچے کے مقام پر ہیں۔اطاعت کرنے سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہوسکتے ہیں نہ کہ وہ خود نبوت کے مدعی بن جائیں۔کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جو حضور ﷺ کی پوری پوری متبع اور مطیع ہے جن کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے راضی ہوکر جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرما دیے اور ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک اس کی نظیر نہیں پائی جاسکتی اور بقول مرزا ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہوچکی تھی اور حضور ﷺ بھی ان کے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں۔

لَوْ كَانَ بَعْدِىْ نَبِىٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

(جامع الترمذی: جلد2،صفحہ 209 مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب حدیث 3686)

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا: ''**اَبُوْ بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ اِلَّا يَكُوْنَ نَبِىٌّ**''

(کنزل العمال، کتاب الفضائل، فضائل الخلفاء الاربعۃ، ابوبکر صدیقؓ، حدیث نمبر 32545
الجامع الصغیر للسیوطی جلد 1، حرف الھمزۃ، صفحہ 11، دار الکتب الحکمیۃ بیروت لبنان)

یعنی ''ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں، سوائے نبیوں کے'' لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف اور صرف 'صدیق' اور خلیفۃ الرسول'' ہی ہے اور عمر رضی اللہ عنہ (24ھ) صرف شہید مُحدث اور امیر المؤمنین ہی بنے لیکن نبی تو کوئی بھی نہ بن سکے۔ اب امت میں کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑے کر اتباع کی ہے اور نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

جواب نمبر 8:

اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کیوں نہیں ملی۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔

مرزائی اعتراض:

ہم نے جو معنی کیا ہے، امام راغبؒ (المتوفی 502ء) ہمارے معنی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:

قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفِرَقِ الْاَرْبَعِ فِىْ الْمَنْزِلَةِ وَ الثَّوَابِ اَلنَّبِىُّ بِالنَّبِيِّ وَالصِّدِّيْقِ وَالشَّهِيْدِ وَالصَّالِحُ بِا الصَّالِحِ وَاَجَازَ الرَّاغِبُ اَنْ يَّتَعَلَّقَ مِنَ النَّبِيِّيْنَ لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اَىْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَمِنْ م بَعْدِهِمْ۔

(البحر المحیط: جلد 3، صفحہ 409 تحت آیت مذکور، طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

ترجمہ: امام راغب نے ان چاروں قسم کے لوگوں کے بارے میں کہا جن پر انعام کیا گیا ہے درجہ میں اور ثواب میں کہ نبی نبی کے ساتھ۔ صدیق صدیق کے ساتھ اور شہید شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ اور امام راغب نے اس بات کو درست قرار دیا ہے کہ "مِنَ النَّبِيِّينَ" کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ" سے ہو یعنی جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے نبیوں میں سے یا ان کے بعد کے درجہ والوں میں سے ہو۔

دیکھئے اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ جب "مِنَ النَّبِيِّينَ" کو "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ" کے متعلق کریں گے تو معنی یہ ہوگا کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ایسا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہئیں جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں اگر نبوت کا دروازہ بند ہے تو اس آیت کے مطابق وہ کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟؟؟

جواب نمبر 1:

یہ حوالہ قادیانیوں نے علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسیؒ (654ھ۔۔۔745ھ) کی تفسیر البحر المحیط سے پیش کیا ہے اور اس حوالہ کے پیش کرنے میں بھی انہوں نے اپنے روایتی دجل وفریب سے کام لیا ہے اور پوری عبارت درج نہیں کی۔ حالانکہ علامہ اندلسیؒ نے یہ قول نقل کر کے اس کی سخت ترین الفاظ میں تردید فرمائی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"وَهٰذَا الْوَجْهُ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَهٗ ظَاهِرٌ فَاسِدٌ مِنْ جِهَةِ الْمَعْنٰى وَمِنْ جِهَةِ النَّحْوِ"

(البحر المحیط: جلد 3، صفحہ 410 تحت آیت مذکور، طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

یعنی نحوی غلطی یہ ہے کہ "مِنَ النَّبِيِّينَ" جزا کا جزء ہے اور یہاں اسے شرط کا جزء قرار دیا جا رہا ہے اور معنوی غلطی یہ ہے کہ یہ عبارت ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اب اسے علامہ راغبؒ کا سہو اور سبقتِ قلم ہی کہا جا سکتا ہے، جس پر علامہ اندلسیؒ جیسے عظیم مفسر، محدث اور فقیہ نے کلام کیا ہے۔

جواب نمبر 2:

اگر امام راغبؒ کے قول کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ

تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضورﷺ کے امتی اور متبع ہیں (جسے مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے، حوالہ آخر میں موجود ہے)؛ دیکھئے شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اتباع اور اقتدا کی اور بیت المقدس میں آپ کی امامت میں نماز ادا کی، اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپﷺ کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گے۔ لہٰذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ کی اتباع اور اقتدا کرے گا۔ واضح رہے کہ مرزا قادیانی، ضمیمہ براہینِ احمدیہ کے صفحہ 133 پر خود تسلیم کرتا ہے کہ ''یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرتﷺ کی امت ہوئے۔'' (روحانی خزائن: جلد 21، صفحہ 300)

جواب نمبر 3:

امام راغب اصفہانیؒ کا قول کئی وجوہ سے ہمارے لیے حجت نہیں ہے۔ مثلاً امام راغبؒ کے حالات زندگی واضح نہیں ہیں۔ کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں اور کس سے تعلیم حاصل کی؟ کچھ معلوم نہیں۔ چنانچہ ''المفردات فی غریبِ القرآن'' کے مقدمہ (صفحہ 7) پر درج ہے کہ:

''الامام ابوقاسم حسین بن محمد بن المفضل المعروف بالراغب الاصفہانی **غَيْرَ مَعْرُوْفٍ مَتىٰ وُلِدَ، وَلَا اَيْنَ تَلَقَّى الْعِلْمَ۔**

اس سے واضح ہوا کہ امام راغب کی پیدائش اور تحصیلِ علم کے متعلق کچھ پتا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان کی شہرت لغت وادب، شعر وحکمت اور تصوف وغیرہ میں ہے۔ تفسیر، حدیث یا فقہ میں ان کی بات حجت نہیں۔ اسی طرح ان کے مسلک کے بارے میں ابہام موجود ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''بغیۃ الوعاۃ'' میں امام راغب کو ائمہ اہلِ سنت میں شمار کرتے ہیں۔ اور امام فخر الدین رازی ''تاسیس التقدیس'' میں انہیں اہل سنت قرار دیتے ہیں...... صاحبِ ''اعیان الشیعہ'' لکھتے ہیں کہ:

''اکثر علماء نے تصریح کی ہے کہ امام راغب معتزلی تھے۔ اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ بھی تھے، کیونکہ معتزلہ اور شیعہ عموماً اصول میں متحد ہیں اور اصحابِ تراجم معتزلہ اور شیعہ کا تذکرہ ایک ساتھ کرتے ہیں۔'' اور صاحب ''روضات الجنات'' نے تصریح کی ہے کہ ''کسی شخص کے مسلکاً شیعہ ہونے کی علامت ہی یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بجائے نام کے امیر المؤمنین کے لقب سے ذکر کرتے ہیں''۔ علامہ راغب بھی ایسا ہی کرتے رہے۔

(ملخصاً مفردات القرآن اردو۔ صفحہ 21)

شیعہ مصنفین نے امام راغب کو اپنا مقتداء لکھا ہے چنانچہ الشیخ عباس القمی کی تصنیف ''الکنی والالقاب'' جلد 2، صفحہ 208، العلامہ الشیخ آقا بزرگ الطہرانی ''اَلذَّرِيْعَةُ اِلٰی تَصَانِیْفِ الشِّیْعَةِ'' جلد 5، صفحہ 45 اور عماد الدین حسن بن علی الطبرسی ''اسرار الامامۃ'' صفحہ 17 اور 514 پر لکھتے ہیں کہ ''اِنَّہٗ کَانَ مِنْ حُکَمَاءِ الشِّیْعَةِ الْاِمَامِیَّةِ'' یعنی وہ شیعہ امامیہ کے حکماء میں سے تھے۔۔ تفسیر راغب جو نایاب اور نامکمل ہے (سورۃ النساء کی قریباً 111 آیات تک دو جلدوں میں ہے) اور اسے مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔۔ ان اسباب کی موجودگی میں امام راغبؒ کے شخصی، تفسیری قول یا توجیہہ جو اسلام کے بنیادی اور اساسی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ہو، کو کس طرح حجت قرار دیا جاسکتا ہے؟؟؟ اور اسے بطور دلیل پیش کرنا قادیانیوں کی دجالیت کا روشن پہلو ہے۔

جواب نمبر 4:

امام راغبؒ کا اپنا عقیدہ کیا ہے؟ وہ خود ختم نبوت کے قائل ہیں اور آقا دو عالم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت و رسالت اور دین و شریعت کی ضرورت کو مسترد کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

كُنْتُ قَدْ ذَكَرْتُ فِي الرِّسَالَةِ الْمُنَبِّهَةِ عَلٰى فَوَائِدِ الْقُرْآنِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ بِنَبِيِّنَا مُخْتَتَمَةً، وَجَعَلَ شَرَائِعَهُمْ بِشَرِيْعَتِهٖ مِنْ وَجْهٍ مُنْتَسَخَةً وَمِنْ وَجْهٍ مُكَمَّلَةً مُتَمَّمَةً كَمَا قَالَ تَعَالٰى: (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا)۔ جَعَلَ كِتَابَهُ الْمُنَزَّلَ عَلَيْهِ مُتَضَمِّنًا ثَمَرَةَ كُتُبِهِ الَّتِيْ اَوْلَاهَا اَوَائِلَ الْاُمَمِ۔

(المفردات فی غریب القرآن، صفحہ 9 مقدمۃ المؤلف، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: قبل ازیں ہم اپنی کتاب ''الرسالۃ المنبھۃ علی فوائد القرآن'' میں اس امر کی وضاحت کر چکے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان کا ناسخ اور اسے ہر پہلو سے جامع و مکمل بنایا ہے، چنانچہ فرمایا: ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم اپر اپنی نعمت پوری کر دی اور بحیثیت دین تمہارے لیے اسلام پسند کیا۔'' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نازل کردہ کتاب یعنی قرآن پاک میں تمام سابقہ کتب سماویہ کے مطالب ومضامین کا نچوڑ اور خلاصہ جمع کر دیا ہے۔

(مفردات القرآن اردو، جلد 1، صفحہ 23)

امام راغبؒ کی مذکورہ بالا تحریر سے ہر قسم کی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، کسبی اور غیر کسبی نبوت کا دروازہ مسدود ہو چکا ہے۔ دین وشریعت کے تمام پہلو اسلام کی شکل میں مکمل ہو چکے ہیں اور قرآن مجید کے بعد احکام الٰہی پر مبنی وحی ربانی، الہامِ قطعی اور صحفِ آسمانی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

جواب نمبر 5:

جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ قادیانی یہ عبارت امام راغبؒ کی کسی کتاب میں سے پیش نہیں کرتے بلکہ امام ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ کی تفسیر البحر المحیط سے پیش کرتے ہیں۔ قادیانی تلبیسات کے بنیادی مآخذ ''احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک'' صفحہ 112 مؤلف قاضی نذیر احمد طبع دوم جون 2012ء اور مکمل تبلیغی پاکٹ بک، مؤلف ملک عبدالرحمٰن خادم، صفحہ 255، پر ان دونوں حضرات نے تفسیر البحر المحیط کے حوالہ سے درج کی ہیں۔ کوئی قادیانی امام راغبؒ کی اصل کتاب سے عبارت پیش نہیں کرتا...... کیونکہ امام راغبؒ نے اس آیت کی تفسیر میں اپنے ذوق لغت کے مطابق پہلے مفردات کی صرفی، لغوی اور نحوی تحقیق کی ہے اور پھر آیت کا معنی متعین کرنے کے لیے اپنے مخصوص صوفیانہ مزاج کے موافق ممکنہ توجیہات لکھی ہیں، جہاں پر علامہ اندلسیؒ نے ان پر علمی گرفت کی ہے۔

اس مقام پر بھی علامہ راغبؒ اپنے صوفیانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرنے والے اعمالِ خیر کے حامل افراد کا جنت میں مقام ومنزل، اجر وثواب اور معیت و

رفاقت کو ثابت کر رہے ہیں اور بحث کے آخر میں شان نزول رقم فرما کر آیت کا معنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کے ''مقام معیت اور منزل رفاقت'' کو ہی ٹھہرایا ہے۔ محض صرفی ولغوی وغیرہ تحقیق سے آیت قرآن مجید کا معنی متعین نہیں ہوتا۔ یہاں علامہ راغبؒ نے کسی بھی قسم کی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، کسبی اور غیر کسبی نبوت کے اجراء، شریعتِ جدیدہ کے ظہور اور مصحفِ آسمانی کے نزول کا دُور دُور تک کہیں ذکر نہیں فرمایا...... قادیانیو! اگر تم میں جرأت ہے تو امام راغبؒ کی اصل کتاب سے پوری عبارت سیاق وسباق کے ساتھ پیش کرو۔

نوٹ:

حضرت سفیر ختم نبوت رحمہ اللہ دورانِ اسباق اس بحث میں اکثر قاضی نذیر کے ساتھ اپنے ایک 1954ء کے مناظرے کا واقعہ بیان کرتے تھے۔ جس میں آپ نے قاضی نذیر سے مطالبہ کیا کہ امام راغبؒ کی اصل کتاب سے عبارت پیش کریں مگر اُس نے عبارت پیش نہ کی۔ اس پر آپ نے بطور الزام فرمایا کہ پھر یہ عبارت امام راغبؒ کسی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ مرتبین اور دیگر کئی احباب نے اس واقعہ کو اپنے ذوق کے مطابق درج کیا یا درج کئے بغیر نتیجہ نکالا کہ یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں نہیں ہے جو درست نہیں ہے۔ حضرت چنیوٹیؒ کی قلمی کاپی میں اس قسم کی کوئی تحریر موجود نہیں ہے۔ الزامی جواب کی حد تک یہ درست ہے مگر تحقیقی جواب ہرگز نہیں...... کیوں کہ صاحب البحر المحیط علامہ اندلسی کا رد کرنا ہی علامہ راغبؒ کی کسی کتاب میں موجودگی کا پتہ دینے کے لیے کافی ہے۔ فافھم۔

ہمارا سوال:

کیا نبوت وہبی ہے یا کسبی؟ اگر کہو کہ نبوت وہبی ہے تو تمہارا استدلال ختم، کیونکہ تم جس نبوت کے قائل ہو وہ تو کسبی یعنی کہ وہ اطاعت سے حاصل ہوتی ہے اور اگر کہو کہ ہے تو وہبی لیکن کسب کو دخل ہے جیسا کہ:

''یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا'' (الشوریٰ:49)

ترجمہ: جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو جب اس میں کسب کا دخل ہے تو وہ کسبی بھی ہوگئی صرف

وہبی نہیں اور کسبی نبوت غلط ہے جیسا کہ آئندہ واضح کیا جاتا ہے۔ باقی جو آیت آپ نے پیش کی ہے اول تو وہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ کہاں اولاد کا پیدا ہونا اور کہاں نبوت کا عطا ہونا۔ دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ یہاں کسب کو دخل ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محض ہبہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چاہتے تو زوجین ساری عمر کسب کرتے رہیں اور ان کو کوئی چیز نہ دے اور اگر چاہے تو جہاں مطلقاً کسب نہ ہو وہاں دے دے جیسا کہ حوا علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام۔

جواب نمبر 4:

حوالہ نمبر 1: محدثِ جلیل قاضی عیاضؒ (ابو الفضل عیاض بن موسیٰ المالکی 476ھ۔544ھ) شفا میں نبوت کو کسبی کہنے والے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

وَكَذٰلِكَ مَنِ ادَّعٰى نُبُوَّةَ اَحَدٍ مَّعَ نَبِيِّنَا ﷺ اَوْ بَعْدَهٗ۔۔۔ أَو مَنِ النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهٖ اَوْجَوَّزَ اكْتِسَابَهَا وِالْبُلُوْغَ بِصَفَاءِ الْقَلْبِ اِلٰى مَرْتَبَتِهَا۔ كَالفَلَاسِفَةِ وَغُلَاةِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَكَذٰلِكَ مَنِ ادَّعٰى مِنهُمْ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاِنْ لَمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ۔۔۔ فَهٰٓؤُلَآءِ كُلُّهُمْ كُفَّارٌ مُكَذِّبُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لِاَنَّهٗ اَخْبَرَ ﷺ اَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ۔"

(الشفاء للقاضی عیاض: صفحہ 270/271)

حاصلِ عبارت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نبی ﷺ کے ساتھ کسی اور نبی کی نبوت کا اقرار کرے خواہ وہ وقت سے متعلق ہو یعنی حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں یا حضور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد...... اگر کوئی شخص اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا منصب نبوت کو وہبی نہیں بلکہ اکتسابی قرار دیتا ہے یا غالی صوفیوں اور فلاسفہ کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صفائے قلب سے نبوت کا منصب حاصل ہو جاتا ہے یا اپنے پاس وحی آنے کا مدعی ہو...... اور اس کے کفر کی دلیل سید المرسلین کا وہ ارشاد ہے جس میں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کسی کو بھی منصبِ نبوت و رسالت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

حوالہ نمبر 2:

علامہ شعرانیؒ (الشیخ عبد الوھاب بن احمد بن علی الشعرانیؒ 898ھ۔973ھ) اس

سوال کے جواب میں کہ نبوت وہبی ہے یا کسبی، لکھتے ہیں کہ:

”فَاِنْ قُلْتَ) فَهَلِ النُّبُوَّةُ مُكْتَسَبَةٌ اَوْمَوْهُوْبَةٌ (فَالْجَوَابُ) لَيْسَتِ النُّبُوَّةُ مُكْتَسَبَةً حَتّٰى يَتَوَصَّلَ اِلَيْهَا بِالنُّسُكِ وَالرِّيَاضَاتِ كَمَا ظَنَّهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحَمْقٰى (كالقاديانية)...... وَقَدْ اَفْتَى الْمَالِكِيَّةُ وَغَيْرُهُمْ بِكُفْرِ مَنْ قَالَ اِنَّ النُّبُوَّةَ مُكْتَسَبَةٌ۔

(الیواقیت والجواہر: جلد 1، صفحہ 164 مطبوعہ مصر)

یعنی کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب عرض خدمت ہے کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت و کاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ: از ناقل) کا خیال ہے مالکیہ وغیرہ نے کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

جواب نمبر 5:

اس آیت میں ”مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ“ اور ”مَنْ“ عام ہے جو کہ مذکر مؤنث دونوں کو شامل ہے۔ اس آیت سے کوئی عورت بھی نبی ہونے پر استدلال کرسکتی ہے۔ حالانکہ قادیانی بھی اس کے قائل نہیں۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔

نبوت کے کسبی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف

حوالہ نمبر 1:

”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی ہے، کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔“

(حمامۃ البشریٰ: صفحہ 82۔ روحانی خزائن: جلد 7، صفحہ 301)

حوالہ نمبر 2:

”صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔“

(چشمہ مسیحی: صفحہ 42۔ روحانی خزائن: جلد 20، صفحہ 365)

فائدہ: یہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ مرزا اپنے ہی مسلمات کے خلاف لکھ گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ ”جادو جو سر چڑھ کر بولے۔“

مشق سبق نمبر 6

(1) ومن یطع اللہ والرسول ...... سے مرزائی کیسے استدلال کرتے ہیں؟

(2) کیا مرزائیوں کا اس آیت سے دلیل پکڑنا ان کے دعوے کے مطابق ہے یا نہیں؟

(3) اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟

(4) التاجر الصدوق الامین کے ذریعے سے مرزائیوں کی دلیل کا رد بیان کریں۔

(5) مرزائیوں کا کہنا لفظ مع عینیت کے لیے ہے، کا کیا جواب ہے؟